www.emarsiya.com

مرثیہ

۱

عباسؑ نے جب رن کی رضا شاہ سے چاہی
جنت کی سند فاطمہؑ کے ماہ سے چاہی
کونین کی دولت شہِ ذی جاہ سے چاہی
مشکل میں مدد جانِ ید اللہ سے چاہی
چاہا کہ نثارِ پسرِ شیرِ خدا ہوں
پہلے علی اکبر سے شہِ دیں پہ فدا ہوں

۲

خاموش رہے دیر تلک آقائے دو عالم
آنسو رخِ اقدس پہ بہے اور بڑھا غم
فرمانے لگے سر کو جھکا کر شہِ اکرم
کیا وقت ہے کس حال میں ہیں بیکس و بیکس ہم
جو کچھ ہے وہ بہتر ہے وفا ہے کہ جفا ہو
غیروں سے شکایت ہو نہ اپنوں سے گلا ہو

۳

تھا جن کا سہارا وہ بچھڑ گئے رن میں ہم سے
وہ لوگ کہاں ہیں جو کہا کرتے تھے ہم سے
مر کے بھی جدا ہوں گے نہ آقا کے قدم سے
سچ ہے کہ ہم آئے ہیں اکیلے ہی عدم سے
اچھا ہے کہ کوئی نہ رہے ساتھ ہمارے
ہم ساتھ فدا کے ہیں خدا ساتھ ہمارے

۴

کب میں نے کہا کوئی مری لاش پہ آئے
میرے تنِ مجروح کو میدان سے لائے
اس وقت تو ہوں ساتھ نہ اپنے نہ پرائے
ہر ایک کے احسان سے اللہ بچائے
صد شکر کہ پیغام جدائی ہے ابھی سے
رکھے نہ توقع کوئی دنیا میں کسی سے

www.emarsiya.com

۵۵

افسوس ہے اونٹیس برس تک جنھیں پالا
وہ مرنے کو جاتے ہیں یہ انداز نکالا
دو روز بھی گھر بعد ہمارے نہ سنبھالا
کس طرح کی فصل آئی ہے اللہ تعالیٰ
جو قوت بازو ہیں ہمیں چھوڑ چلے ہیں
تھا جن سے قوی دل وہی دل توڑ چلے ہیں

۵۶

ہم نے کبھی عالم میں کسی کو نہیں چھوڑا
راحت ہوئی یا رنج کبھی منھ نہیں موڑا
جب امر کی ضد کی وہ کیا دل نہیں توڑا
پر اب غم و اندوہ سے دل ہو گیا چھوڑا
ہم سمجھے یہ خیال خفگی اٹھ نہیں سکتے
لیکن یہ جدائی کا قلق سہ نہیں سکتے

۵۷

پرغم کو نزدیک ہے اب فوج کا ہنگام
پیسینہ مجروح ہے اور شعر بہ انجام
وہ گرم زمیں اور وہ تنہائی وہ آلام
مشکل نہیں آساں ہوئی جاتی ہیں تمام
جب ہو گی زباں بند تو پھر کچھ نہ کہیں گے
دنیا میں نہ ہم ہوں گے نہ یہ رنج سہیں گے

۵۸

اللہ رے جلد کہیں آئے وہ ساعت
سر کاٹ لے تیغ سے یہ کیسے اہل شقاوت
عباس اٹھیں پھر نہ جھکیں یہی کی عرض بہ منت
بس قبلۂ عالم یہ نہیں سننے کی طاقت
ہو جائے جدائی کہیں جلدی تن و جان میں
اس وقت کو خالق نہیں رکھے نہ جہاں میں

www.emarsiya.com

۹۹

اے بحرِ کرم میرا اُم اسے شہِ جمہور
خادم قدمِ پاک سے ہوتا نہ کبھی دور
ہیں امر وہ درپیش کہ ہر وقت ہے مجبور
خوشنودیٔ حق دین کی تائید ہے منظور
اس بات سے خوش ہوتی ہیں ماں باپ بھی آقا
فرمائیں شہ اس باب میں عذر آپ بھی آقا

۱۰۰

ارشاد کیا شاہ نے اسے حق کے فدائی
میں بھی تو کبھی وجہ سے مجبور ہوں بھائی
ہو کون مددگار رہو گر تم سے جدائی
مجھکو بھی گوارا منظور ہے اب عہدہ وفائی
راہ دین نہ لیتیں روکنے والا تو ہو کوئی
پردیس میں بیٹھائے بخشیں اتنا تو ہو کوئی

۱۰۱

حاکم علم فوج کے ہو تم مرے غمخوار
اکبر سے کہو جائیں سوئے لشکر کفار
کی عرض وہ سردار ہیں یا سیدِ ابرار
لازم ہے کہ سردار کے آگے ہو علمدار
پہلے مرے مرنے کا ہو غل فوج لعیں میں
مختار ہیں پھر جائیں وہ فردوس بریں میں

۱۰۲

ان کو طرف فوج ستم جانے نہ دونگا
پہلے کبھی یا شاہ اُمم جانے نہ دونگا
خود جاؤں گا پر سوئے عدم جانے نہ دونگا
میں آپ کے قدموں کی قسم جانے نہ دونگا
مالک پہ نہ صدقے ہو ملازم سے یہ کم ہوگا
یہ خوش ہوں کرنا راضی یہ خادم سے نہ ہوگا

۱۳

شبیر نے کہا اچھا یہیں جانے دو برادر
کی عرض یہ ارشاد ہے حق میں مرے بہتر
منظور ہے زمانہ کو دکھاؤں گا میں کیونکر
پھر لوگ کہیں گے مجھے عباس دلاور
جو شخص مجھے خادم سرکار کہے گا
انصاف یہی ہے کہ وہ وفادار کہے گا

۱۴

ان باتوں پہ بھیا پہ جو شبیر کو بہت پیار
لپٹا کے گلے رونے لگے سید ابرار
قدموں کی طرف جھک گئے عباس علمدار
شہ نے کہا ہاں ہاں مرے بھائی مرے غمخوار
طاقت نہیں اب صبر کا مقدور ہے مجھ کو
پر جیتے رہو یہ تو خوشی ہی منظور ہے مجھ کو

۱۵

لیکن سنو غصہ مرے غمخوار نہ کرنا
منت ہے یہ سختی دم پیکار نہ کرنا
غیظ آئے تو بابا کی طرح وار نہ کرنا
مانگے جو اماں کوئی تو انکار نہ کرنا
اعدا کی برائی پہ بگڑنا نہیں بھائی
مرنا مجھے منظور ہے لڑنا نہیں بھائی

۱۶

عباس ہوئے شاہ ولی از رخصت میدان
کس درد سے فرمانے لگے سرور ذیشان
بھیا ہے ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا سامان
کیا ملنے کو خیمے میں نہ جاؤ گے مری جان
ناداں سکینہ کو نہ دکھاؤ گے بھائی
اب ہم کو کسے مرنے کو چلے جاؤ گے بھائی

www.emarsiya.com

۱۱۷

یہ سن کے پھرے گرد شہنشاہ دلاور
تسلیم بجا لا کے گئے خیمے کے اندر
دیکھا کہ ہیں مضطر حرم پاک پیمبر
بچھی ہیں صفیں بی بیاں کھولے ہوئے ہیں سر
غم چھا گیا منہ اشکوں سے دھویا کئے عباس
ان بیکسوں کے حال پہ رویا کئے عباس

۱۱۸

اکبر کو لئے ساتھ جو وارد ہوئے شبیر
ہمشیر کی زاری سے ہوئے شاہ دلگیر
ہمشیر یہ فرما کے اٹھی شاہ کی ہمشیر
کیا واقعہ تازہ ہے جو کی آپ نے تکبیر
فرمایا کہ دل ٹکڑے ہوئے جاتا ہے زینب
دو روز مرے جینے کا مزا جاتا ہے زینب

۱۱۹

ہم مرتے ہیں جنت کا سفر کرتے ہیں عباس
ہر سمت سے چھائی ہوئی ہے بیکسی و یاس
آئینہ دل چور ہوا ٹوٹ گئی آس
افسوس ہے ہم کو کہ جدائی نہ [illegible] راس
روتے ہیں جو ذرا بھی تو خفا ہوتے ہیں ہم سے
ہم چھٹتے ہیں ان سے یہ جدا ہوتے ہیں ہم سے

۱۲۰

یہ سن کے ہوئے [illegible] حرم ہو گیا محشر
عباس سے فرمانے لگی دختر حیدر
اس حال میں تم چھوڑ کے جاتے ہو برادر
کی عرض علمدار نے اے شاہ کی خواہر
صدقے قدم شہ پہ ہو حرمت اسی میں
مر جائے غلام آپ کا عزت ہے اسی میں

www.emarsiya.com

۲۱

اُس سمت ہیں دس لاکھ سوار اور پیادے
معلوم ہیں اُن لوگوں کے جو کچھ ہیں ارادے
جیتا رہا میں مر گئے سب میرے شہزادے
جلدی مجھے مر جانے کی توفیق خدا دے
اس گلشن عالم سے جو منہ موڑ کے جاؤں
شہزادے کہا اور شاہ کو میں چھوڑ کے جاؤں

۲۲

اب کیا کہوں قتل شہ والا کا ہے سامان
اُس بی بی نے گھبرا کے تعجب سے کہا ہاں
کچھ قوم ستمگار کو سمجھاؤ میں قربان
یا ان کو سزا دو کہ ہو حیدر کے دل و جان
کیا دیکھتے ہو زور ید اللہ دکھا دو
صدقے گئی جا کر انہیں میدان سے ہٹا دو

۲۳

کی عرض بہت خوب ابھی کرتے ہیں سب خاک
زوجہ سے کہا پھر کہ نکالو مری پوشاک
دوڑی گئی جلدی وہ جگر سوختہ دل چاک
عباسؑ بھی واں آئے بہت شاد و فرحناک
صورت سے مسرت تھی عیاں چین جبیں پر
تھی عید کہ ہم ہوتے ہیں صدقے شہ دیں پر

۲۴

کپڑے جو بدلنے لگا وہ شاہ کا شیدا
زوجہ نے کہا رو کے کہاں کا ہے ارادہ
بولے کہ ہے جنت کی طرف قصد سفر کا
ممکن نہیں میدان میں جا کر مرا آنا
نوبت نہ بڑھے آج کہیں اندھیر نہ ہو جائے
کہنا ہے جو کچھ جلد کہو دیر نہ ہو جائے

www.emarsiya.com

۲۵

بولیں کہ خدا کے لیے مرنے کو نہ جاؤ
صاحب ہمیں پردیس میں بیوہ نہ بناؤ
روتے ہیں پسر دونوں انھیں نزدیک بلاؤ
شفقت سے انہیں پیار کرو پاس بٹھاؤ
گھر سے نہ نکل جائیں کہیں بعد تمھارے
مجھ سے یہ سنبھلنے کے نہیں بعد تمھارے

۲۶

میرے لیے کیا کہتے ہو کس سمت کو جاؤں
کس طرح سے فرقت کا بھلا داغ اٹھاؤں
جو حال دل زار کا ہے کس کو دکھاؤں
میں خیمہ میں بیٹھی رہوں یا لاش پہ آؤں
دکھ درد کے دن اب یہی بے ساتھ گزرنگی
کہہ جاؤ گے جو مجھ سے وہی وہ کرونگی

۲۷

میں جوڑتی ہوں ہاتھ کہ تم جاؤ نہ للہ
پیادوں پہ گرتی ہوں مجھے چھوڑ کے ہمراہ
آنکھوں سے بہے اشک کہا کھینچ کے اک آہ
کس طرح سے بے صبر ہوئی جاتی ہو تم واہ
گھبراؤ نہ گر مجھ پر الم ٹوٹا ہے گھر کا ہو
سمجھو کہ تم حیدر صفدر کی بہو ہو

۲۸

چلائی کہ رنڈاپے کی بلا آئی ہے سر پر
اس وقت تو قابو ہی نہ دل پر ہے جگر پر
کس قہر کی آئی ہے تباہی مرے گھر پر
روتی ہوں کہ سب ہے فقط اک دیدۂ تر پر
لونڈی ہوں کسی طرح کی عزت نہیں رکھتی
رہ سکوں تمھیں اتنی بھی لیاقت نہیں رکھتی

www.emarsiya.com

۳۲

جب صحن میں آیا وہ یداللہ کا جانی
شاہ شہدا کرنے لگے اشک فشانی
کی بی بیوں نے باندھ کے صف مرثیہ خوانی
دی شاہ سکینہ نے کہ لا دو ہمیں پانی
تھا پاؤں پہ ناداں کی غل آہ و بکا کا
ضد کر رہی تھی ہاتھ میں دامن تھا چچا کا

۳۳

اے بیکسِ ناچار خدا حافظ و ناصر
اے مونس و غمخوار خدا حافظ و ناصر
آقا ہیں مددگار خدا حافظ و ناصر
بچوں سے خبردار خدا حافظ و ناصر
کافی ہیں کفالت کو حرم عقدہ کشا کے
موجود ہیں شاہ شہدا عبد خدا کے

۳۴

آقا سے کہوں آپ دل چین سدھارئیے یا شاہ
فرمایا کہ ایسا نہ کہیں سمجھو للہ
میں اپنا گلا کاٹ کے مر جاؤں گا واللہ
باعث ہی عزت کا ہے کیا تم نہیں آگاہ
در پر کہیں تم بہر خدا تھام نہ لینا
جاتا ہوں میں اب لوٹنے کا نام نہ لینا

۳۵

کس سے مرے بارے میں کہے جاتے ہو صاحب
بیہوش ہوں میں کیا مجھے سمجھاتے ہو صاحب
جا کر تبر و تیر و سناں کھاتے ہو صاحب
مرتے ہو حیات ابدی پاتے ہو صاحب
ہم آج سے اس حسرت و ارمان میں رہیں گے
بلوے میں رہیں گے کبھی زندان میں رہیں گے

٣٣

یہ کہتے تھے دم بھر کی مصیبت ہے یہ جھیلو
وہ کہتی تھی پھر جاؤ تو پانی مجھے دے لو
یہ کہتے تھے قربان چچا بھرن سے کھیلو
وہ کہتی تھی ماؤں کی نہیں گود میں لے لو
گودی میں نہ لو تھا نہیں سوئی ہاتھ جوڑتی گئی
پیاسی ہی مرن بہت نہر میں ساتھ چھوڑتی گئی

٣٤

بہلا کے اسے وہ نیکیں باوفے دل افگار
اک ایک سے مل مل کے چلا رن کو وہ جرار
روتے ہوئے ہمراہ چلے سید ابرار
خیمے سے گئے برآمد ہوئے عباس علمدار
جلدی تھی بہت تکتے ہوئے اپنے فرس کو
خدام بھی دوڑا لئے ہوئے فرس کو

٣٥

چڑھے قدم شاہ پہ چڑھا گھوڑے پہ غازی
باگ اٹھتے ہی طاؤس جنان بن گیا تازی
سرعت نے دکھائی یہ نئی شعبدہ بازی
خود ہوگئی کوتہ رہ میدان کی درازی
اعدا نے اگر دیکھا جب شمشیر نے بدلی
جب سامنے صید آئے نظر شیر نے بدلی

٣٦

لی میان سے تلوار چلے جانب دریا
لشکر کو وہاں شمر ستمگر نے پکارا
ہاں لے کے تردد میں ہے شبیر کا سقا
جم جائیں صفیں روکے رہو منہ کا رستا
اس وقت پھرے منہ نہ لڑائی سے خبردار
شیر آتا ہے دریا کی ترائی سے خبردار

www.emarsiya.com

۳۷

ہاں ساقی مہوش مجھے جلدی کوئی دے جام
مدت سے مری روح ترستی ہے پئے جام
حسرت یہی ہے کانوں میں صدا آئے کہ لے جام
یاں ذکر ترائی کا ہے شیشہ سے لڑے جام
دریا کا لب جام میں دھارا نظر آئے
ہوں مست تو کوثر کا کنارا نظر آئے

۳۸

اب زیر نگیں ہی کو قریب آ گیا لشکر
خشکی میں جو تھا سب لب دریا گیا لشکر
ہر گھاٹ پہ بادل کی طرح چھا گیا لشکر
پر آئے جو پیاسے تو نظر آ گیا لشکر
تسلیم کو سر خم ہوئے سب اہل جفا کے
یاں چمکا کہ سایہ سا تھا علم فوج وفا کے

۳۹

بڑھ کر صف اول پہ کیا وار یکایک
پیدا ہوئی شمشیر کی جھنکار یکایک
بسمل نظر آنے لگے کفار یکایک
سب فوج سے چلنے لگی تلوار یکایک
یوں ہاتھ کھلا رن میں شیر وغا کا
جیسے کسی امت پہ غضب ہے خدا کا

۴۰

کس طرح کی بخشی انھیں اللہ نے قدرت
ہیں اپنے محبوں کے لیے آیۂ رحمت
اور دشمنوں کیواسطے ہیں قہر کی صورت
دکھلاتے ہیں یہ علم کبھی گاہ شجاعت
دانندۂ اسرار خفی اور جلی ہیں
مسجد میں عمر ہیں تو میداں میں علی ہیں

www.emarsiya.com

۴۱

شوکت وہ علمدار کی وہ شان علم کی
تلوار کی بجلی کبھی اِدھر کبھی چمکی
آواز بھی آتی نہیں گھوڑے کے قدم کی
پامال ہوئی جاتی ہے سب فوج ستم کی
ہے سرخ زمیں خون جو اعدا کا بہا ہے
وہ شیر کے نعرے ہیں کہ رن گونج رہا ہے

۴۲

جس نے انھیں لوٹا اسے زندہ نہیں چھوڑا
قبضہ میں بہت گرد مگر دل نہیں چھوڑا
اُس ہاتھ میں ہے باگ نہ اِس ہاتھ میں کوڑا
جس سمت نظر پھرتی ہے پھرتا ہے گھوڑا
کیونکر نہ اشارے میں ہو وہ فوج پہ آئے
گویا کہ لگام اس کی ہیں تار نظر ان کے

۴۳

اُڑتا ہے فرس بجلی ہیں دامن زین پر
رُکتا ہے کبھی ہے نہ ٹھہرتا ہے کہیں پر
ہے نعل کا پر تو مہ نو چرخ بریں پر
کھلتے ہیں گل نقش قدم رن کی زمیں پر
ہے بلبل شیدا بھی مقر جلوہ گری کی
کیا چال اڑائی ہے نسیم سحری کی

۴۴

منھ تیغ کا ہے رشتۂ جاں کیلئے مقطع
مہر فلک فتح و ظفر کا ہے یہ مطلع
ہے حق کی عنایت سے کل اوصاف کا مجمع
جوہر سے جو ابھرے ہوئی ہے یہ مرصع
ہوتے ہیں رواں قافلے ارباب جفا کے
نابین نہیں جادے ہیں یہ صحرائے فنا کے

۲۵

ہے تیز روانی میں کہیں سیل فنا سے
ہر مرتبہ آگے ہے وہ جبریل کی صدا سے
جھک جھک کے گلے ملتی ہے ارباب جفا سے
جب ٹھٹھک کے ذرا چلتی ہے کہتی ہے قضا سے
رکتی نہیں روکیں کہیں کہ تم تلوار نہ روکیں
اللہ رے ہاتھ علمدار نہ روکیں

۲۶

قطرے سے بھی کچھ کم ہوئی مری آب جیحون
یہ اک مرا بدلا ہوا رومال ہے گردون
آقا کی کمر میں مرا رہتا ہے ہمایون
جس وقت علم ہوں تو میں نصرت کا نشان ہوں
تقدیر مری دوش علمدار سے چمکی
میری بھی وہی جا ہے جو ہے نیر کے ابھری

۲۷

ہر وار میں گر گر کے لعینوں کا پھڑکنا
سب ناریوں پر تیغ کے شعلہ کا لپکنا
وہ زیر علم چہرۂ تاباں کا چمکنا
اڑنا وہ پھریرے کا وہ پنجے کا لچکنا
تھا شور یہ ساعت بھی سدا یاد رہے گی
یہ شان یہ شوکت یہ وفا یاد رہے گی

۲۸

آپ اور طرف آئے جو گھوڑے کو پلٹ کے
اک بار صفیں رہ گئیں دو چار الٹ کے
تیغیں جو سنبھالیں ستم ایجادوں نے ہٹ کے
غصے میں دلاور نے کیا وار جھپٹ کے
گو بھاگ کے اپنے کو بچاتے تھے ستمگر
یوں بڑھتے تھے جیسے کہ رستے جاتے تھے ستمگر

۵۴۹

دو چار صفیں جب تہِ تیغِ دو سر آئیں
مسدود جو تھیں جنگ کی راہیں نظر آئیں
اب ہاتھ جو چلا ضربتیں بھی زور پر آئیں
یوں انگلیاں لپٹی ہیں کہ قبضے میں در آئیں
وا عقدۂ جاں کر دیا ہر ایک شقی کا
کھل تیغ کا ترشا ہوا ناخن ہے علی کا

۵۵۰

برباد یہ صف ہو گئی وہ غول پریشان
لاشوں کی یہ کثرت ہے کہ مملو ہے بیابان
ٹھکرا کے ہر اک سر کو یہ کہتا ہے وہ ذیشان
لو بادلِ بر طرف ہوا دو سپہ گرے ہی میدان
دریا پہ دغا کا ابھی ہنگام تو دیکھو
آغاز میں یہ حال ہے انجام تو دیکھو

۵۵۱

اس طرح دبی فوج پہ وہ صف ہوا ہے تنگ
ہیں چار طرف اڑتی دیکھے جو رنگ
چالاک ہے تیغ کاٹ کہ ہوئی تیغ قضا دنگ
کالی بھئی عنبریں کہ اڑا شاہینِ نیلا رنگ
ہر بے حیا بھی انھیں دیکھ کے تھرانے لگی ہے
ہر ایک کمان خوف سے چلانے لگی ہے

۵۵۲

بھر بھر کے لہو میں ہوئی ہاں تیغِ دو سر آتش
کرتی نہیں دریا کو مضرت مگر آتش
ہے ناریوں کا خون کہ ہے شعلہ ور آتش
بجھتی نہیں پانی ادھر آتش ادھر آتش
غصہ کی حرارت ہے کہ جو یہ حال ہوا ہے
ہے گرمیِ رفتار کہ منہ لال ہوا ہے

www.emarsiya.com

www.emarsiya.com

۵۵۳

برخش کو عباس سا اسوار سنبھالے
دوڑے جو صبا سا تو چڑیں پاؤں چھپالے
نرغے میں جہاں پہلوؤں سے بل کے نکالے
ہر جا نئے گھوڑا پر پرواز نکالے
سب شامیوں سے جھڑ کے طرارہ نکل آیا
شب ختم ہوئی صبح کا تارہ نکل آیا

۵۵۴

اُڑ اُڑ کے فلک پر جو گئی گرد بکثرت
قدسی متردد ہوئے میلی ہوئی رنگت
یوں کہنے لگے منتظم خانۂ قدرت
خلقت میں فرشتوں سے ہوئی خاک کی شرکت
گھوڑے کے قدم کا نہ شرف پائے جبریل
جھپٹے اسے یاں نیچے سے لائے جبریل

۵۵۵

ہر تیغ کے دم سے کہیں صولت کہیں بحران
پھل نیزوں کے قبضوں میں ہیں آپ پریشان
اُڑ اُڑ کے بہت دور گئیں تیغوں کی زبان
یوں تیر کے گل کے گرے سوفاروں کے پیکان
مٹی میں ملاتے ستم ایجاد ہزاروں
اور طائر جان کردیے آزاد ہزاروں

۵۵۶

جب گر کے اٹھی لاشوں کے تودوں پہ ہوا کے اٹھی
فوجوں پہ جھکی یاں تو وہیں گھاٹ کے گھٹی
منھ اور کھلا جب وہ لہو چاٹ کے اٹھی
سر کیا ہے زمیں کا بھی طبق کاٹ کے اٹھی
غصے سے یہ سرخی ہے کہاں فوج عدو کی
جوہر نظر آتا ہے ہر اک بوند لہو کی

۱۲۱

۵۷

بوجھ اس کا یہ ہے فوج کو مشکل ہوا رکنا
بچنے کے لیے وہ پہ شمشیر کا ترسنا
وہ مینھ کی طرح لشکرِ اعدا پہ برسنا
قبضہ سے وہ ماہی میان اف رے ترا کسنا
بل کھاتی ہوئی یوں تیغ تھی بھی نہیں چلتی
صف پر صف الٹتی ہوئی یہ سیدھی نہیں چلتی

۵۸

عباس ہیں با کمال اسد اللہ کی تصویر
ہے دوش مبارک پہ علم ہاتھ میں شمشیر
وہ تھے جو ید اللہ تو یہ بازوئے شبیر
ہیں ان کے مددگار جو ہیں پیاس سے دلگیر
واں جن تھے لڑائی کی یہاں فوج ستم ہے
یہ جنگ مشابہ بہ جنگِ بیر الم ہے

۵۹

ٹھہر گئے سب یوں ہوئی تلوار شرر ریز
لشکر کو ہوا جنگ کا میدان بلا خیز
سب میں ہوئی اس تیغ کی تاثیر جو آمیز
علموں سے پھریروں کی ہوا ہونے لگی تیز
خنجر جو چلے اعدا پہ نیاموں سے نکل کر
زخمی اٹھیں کرنے لگیں تلواریں اگل کر

۶۰

آتی ہے یہ ہر زخم کے کوچے سے گزر کے
دیکھو کئی حصے ہیں سر و صدر و کمر کے
دیتی ہے حساب ان کو لہو میں انھیں بھر کے
یہ پارۂ دل اور وہ ٹکڑے ہیں جگر کے
منظور ہے کیا کون بھلا تول کے بوجھے
جان اتنی ہی کس میں کہ جلاد سے پوچھے

www.emarsiya.com

۲۶۱

یہ خوف بڑھا چھوڑ دیئے آپ کو بیٹھے
بستر سے یہ سنا اٹھ کے چلنے کو لپیٹے !
آخر کو بچھین تھے نہ بی خاک پہ لیٹے
جبریل نے پر کھول کے جلدی سے سمیٹے
سمجھے یہ سب انداز ہیں خالق کے ولی کے
وہ تیغ نہیں ہاتھ ہیں یہ بھی ہیں علی کے

۲۶۲

جرأت کی ثنا کرنے میں عاجز ہیں زبانیں
بڑھتا ہے جو دل ان کا تو جھکتی ہیں کمانیں
لطف ان کا ہے مرد کہ کھائی ہیں سنانیں
ہیں زخم کہ جان بیچنے والوں کی دکانیں
باقی رہے گا نام یہ مرنے میں مزا ہے
تلواروں کی آنچ ان کے لئے آب بقا ہے

۲۶۳

تلوار چلی جب کسی نامرد پہ تن سے
بالائے زمیں فرق گرا اڑ کے بدن سے
اک کوہ بلا ٹوٹ پڑا چرخ کہن سے
گرد اڑ کے گئی بستیوں میں دشت محن سے
بڑھ کر جو کبھی ہاتھ جگر تک نکل آیا
دو چار قدم ہٹ کے لعین منہ کے بل آیا

۲۶۴

گرمی کا یہ جوہر ہے شرر ہے اسی کے
چل جاتی ہیں چھریاں بھی اشاروں سے اسی کے
دھاریں ہیں رواں خون کی دھاروں سے اسی کے
دو زخ ہیں ادھر ٹوٹے ہیں کناروں سے اسی کے
ہے ایک ادھر ایک ادھر گھاٹ اسی کا
اور بیچ میں جو بہتا ہے وہ پاٹ اسی کا

www.emarsiya.com

www.emarsiya.com

۷۶۵

یہ اس کو ڈبوتی ہے جسے غرّہ ہے کینہ
ہے آب کا تلوار کے قبضے میں خزینہ
جو غرق ہو پانی سے لبالب ہو سفینہ
آندھی ہے مگر اس کی روانی کا قرینہ
بڑھتی ہے تو یہ سر پہ ہر اک جو ہر مارے سر کو
پانی کو بھی پیچھے کھینچ لیے جاتی ہے ادھر کو

۷۶۶

وہ برق ہے جب رن میں ہو جاتی ہے گگن سے
چنگاریاں تا چرخ کہن جاتی ہیں رن سے
شعلے کی طرح آنچ نکلتی ہے بدن سے
سوکھا ہوا اڑتا ہے لہو اس کے بدن سے
یاں بحر بھی قطرے کے برابر نہیں ہوتا
ہو خشک سمندر تو گلا تر نہیں ہوتا

۷۶۷

ہیں دونوں طرف وار پہ شمشیر دو سر کے
اب لوگ نہ پیچھے ہیں ادھر کے نہ ادھر کے
جلدی یہ ہے کرتے نہیں وار آپ ٹھہر کے
بچ بچ گئے ہیں سارے سپہ لشکر شر کے
لاشوں پہ رواں ہے فرس دل پہ بڑھا ہے
عباس کا گھوڑا بھی مگر رن پہ چڑھا ہے

۷۶۸

چھوٹے نہیں تیغوں کو سپاہی یہ ڈرے ہیں
سیراب جو مارے گئے زخم ان کے ہرے ہیں
ماتم کی صفیں لشکر اعدا کے پرے ہیں
وہ خون میں جم کے تیں یہ غصے میں بھرے ہیں
بالکل ہے عیاں شان شہنشاہ نجف کی
ہے غیظ سے پیدا کہ لڑائی ہے غضب کی

www.emarsiya.com

۱۳۹

اڑتا ہے لہو خشک ہے جنگل سے شجر تک
اک خون کا دریا ہے رواں کوہ کے در تک
یاں پہنچی گلے تک تو وہاں پہنچی کمر تک
پیچھا نہیں اب کوئی ہیں حد نظر تک
غصے سے بڑھا لاشوں سے رن پاٹ دیے ہیں
پیاسوں کا جو غم ہے تو گلے کاٹ دیے ہیں

۱۴۰

اب میان سے تیغوں کو نکلنے نہیں دیتے
عاجز ہے کماں تیر کو چلنے نہیں دیتے
پہلو بھی پیادوں کو بدلنے نہیں دیتے
گھوڑوں پہ سواروں کو سنبھلنے نہیں دیتے
لاکھوں کو دم تیغ زنی ٹوک لیے ہیں
بڑھتا ہے جو غصہ تو اسے روک لیے ہیں

۱۴۱

بازار میں گو رن کی قیامت ہے آشکار
گرتے ہیں وہاں جا کے جو ہیں صف میں ستمگار
صاف آ رہی ہے کانوں میں تلوار کی جھنکار
فوجوں کو دبائے ہوئے آتے ہیں علمدار
ہر مرتبہ جو خون کی آتی ہے ہوا سے
نعروں کی صدا آتی ہے میدان وغا سے

۱۴۲

پیاسا ہوئے کفار تو قصہ ہوا کوتاہ
ہر سمت تلاطم ہے کہ الاعظمۃ و للّٰہ
بھاگے ہوئے جاتے ہیں لعین صورت روباہ
شیرانہ بڑھے آتے ہیں عباس فلک جاہ
سرخ آنکھیں ہیں غصے سے تو نظر فوج گراں پر
ہر مرتبہ تکبیر کا نعرہ ہے زباں پر

www.emarsiya.com

۱۷۳

عباس کی صورت ہی کہ ہو قدرت باری
دریا کو یہ حیرت ہے کہ پانی نہیں جاری
دامن کی ہوا بن گئی ہے باد بہاری
اب اور قریب آ گئی ہے بڑھ کے سواری
نزدیک جو ہے نہر کھلی دل کی کلی ہے
ہے نوح کی کشتی کہ کنارے سے ملی ہے

۱۷۴

دیتے ہیں صدا فوج کو حال اب ہو کیا ہے
سب لوگ کہاں ہیں کوئی صف ہے نہ پرا ہے
افسوس نہ کچھ شرم ہے باقی نہ حیا ہے
میدان سے ہم ہٹ کے گھر جانے کی جا ہے
قبضے سے ترائی کی رضیع کو نہ روکا
دریا کو تو روکا تھا مگر ہم کو نہ روکا

۱۷۵

وہ سب ہیں کہ جو مر گئے جو ہیں صاحب صمصام
وہ بھر نہ سکے نام عرب کا کیا بد نام
اب شک بھری جیبوں میں جب تھی طلب جام
گردش ہوئی بیکار اب آ فوج بد انجام
گو جمع ہوں روباہ پہ ضیغم نہیں رکتے
دریا بھی رک جاتا ہے پر ہم نہیں رکتے

۱۷۶

ہم گھاٹ تک آئے نہ کوئی سامنے آیا
شمر و پسر سعد نے بھی منہ نہ دکھایا
ہم نے تو لڑائی کا مزا خاک نہ پایا
دریا پہ بھی ڈھالوں کا سے ابر نہ چھایا
کیا نہر تک اب بھی مرے آجانے میں شک ہے
تیغوں کی چمک ہے نہ کمانوں کی کڑک ہے

www.emarsiya.com

۵۰

جب دوش پہ مشکیزہ دھرا اپنے کمر کر
اور جھک کے گھوڑے سے کو پیٹے دلیر حیدر
دیکھا ہیں بہت دور خیام شہ صفدر
کی عرض مدد کیجیو اے خالق اکبر
عالم تھا خلافت ابن شہنشاہ نجف سے
بھاگی ہوئی فوج آ گئی پھر چار طرف سے

۵۱

گھبرا کے یہ بولے حضرت عباس دلاور
رہوار کو ٹھہرا کے گئے نہر کے اندر
دریا سے بہت دور نظر آتا تھا لشکر
دی باگ پھرا کے صدا مشک کو جو بھرنے لگا جھک کر
سمجھا یہ نہ سمجھا کہ لیے جاتے ہیں پانی
اب رو کے یہ آ کر کہ لیے جاتے ہیں پانی

۵۲

سبزہ وہ لب نہر کا سوکھی وہ ہوا کی
دل بڑھنے لگا یاد میں شاہ شہدا کی
عباس علمدار نے تا دیر بکا کی
ارشاد کیا دل سے یہ قدرت ہے خدا کی
پانی ادھر اتنا کہ زمیں دشت کی تر ہے
بے آب ادھر ساقی کوثر کا پسر ہے

۵۳

یہ کہتے تھے جو سامنے دریا نظر آیا
گھوڑے کو اڑاتا ہوا وہ شیر نر آیا
دل دیکھ کے پانی کی روانی کو بھر آیا
پیاسوں کا خیال آ گیا منہ کو جگر آیا
غازی نے جو دیکھا کہ کنارے پہ تری ہے
دھیان آیا کہ لب خشک سب اولاد نبی ہے

www.emarsiya.com

۸۱

اک شور ہوا مشک پہ کیا تیر نہ آئیں
تلواریں جو باندھے ہیں وہ فن اپنا دکھائیں
نیزے جو لیے ہیں وہ کہاں ہیں ادھر آئیں
جو دور ہیں کماندار ہیں وہ تیر لگائیں
سوراخ کرو مشک ولی ابن ولی میں
پانی نہ پہنچ جائے کہیں آل نبی میں

۸۲

ہم سوئے سپاہ آتے ہیں سب اہل ستم پاس
لڑتے ہوئے میدان سے چلے آتے ہیں عباس
ہے قوت نہ کچھ جان کے جانے کا ہے وسواس
پانی کے پہنچنے سے کہ ہم ہو گئی ہے یاس
تیروں سے جو رہ اہل ستم روکے کھڑے ہیں
یہ مشک سکینہ پہ سپر ہو کے کھڑے ہیں

۸۳

ہم مرتبہ کہتے ہیں مری پیاس نہ آتا
سر کٹ کے ہو منظور ہے گر جان بچانا
کیا غم جو عدو ہو گیا ہے سارا زمانہ
مطلوب ہے یا مشک سکینہ مجھے جانا
تلواروں سے دل اور جگر کٹتا ہو میرا
یہ مشک میں دے آؤں تو سر کاٹیو میرا

۸۴

گذرے ہیں کئی روز کہ پیاسی ہے سکینہ
ہم ایسے ہیں دلبر کہ مجھے شاق ہے جینا
تیروں سے عوض مشک کے چھاتی ہے مرا سینہ
اسے تشنہ لبوں بچوں نے ہیں پانی پیا ہے کبھی نا
ہے قوت دل راحت جان سبط نبی کی
پیاری ہے وہ بیٹی حسین ابن علی کی

www.emarsiya.com

۵۸۵

یہ کہتے ہوئے آتے تھے عباسؑ دلاور
چھایا ہوا تھا چار طرف ظلم کا لشکر
کی راہ جو بند تو بڑھ کے پکارے شہ صفدر
ہاں میری طرف میری طرف آؤ برادر
کس راہ سے جاؤں یہ نظر کرتے تھے تھم کے
جا سکتے نہ تھے پاس شہنشاہ امم کے

۵۸۶

ٹھہرا جو ذرا ایک جگہ شاہ کا شیدا
اک شخص ہوا مرتکب اس بے ادبی کا
بس دست یمین کٹ گیا در حسرت و دردا
اور بائیں ہاتھ میں مضبوط لیا تیغ کا قبضہ
دانتوں میں دبایا علم اس حق کے ولی نے
حملہ کیا پھر فوج پہ عباسؑ علی نے

۵۸۷

اک آن میں کی درہم و برہم صف اعدا
وہ ہاتھ بھی جب ایک ستمگار نے کاٹا
اس شیر نے دانتوں میں لیا مشک کا تسمہ
خوں اتنا بہا زرد ہوا چاند سا چہرا
سنبھلے جو ذرا جھک کے یہ نقشہ نظر آیا
اک تیر ستم چشم مبارک میں در آیا

۵۸۸

کیا کھینچ سکیں ہاتھ نہیں تیغ پہ طاری
تھا فکر میں اس تیر کا وہ عاشق باری
مشکیزہ میں سوراخ ادھر کر گیا ناری
پانی جو بہا آنکھوں سے آنسو ہوئے جاری
بس مشک تو اشکوں سے بھگو آگئے عباسؑ
ان پیاسوں کی تقدیر پہ رو آگئے عباسؑ

www.emarsiya.com

۹۴۹

داتوں سے جو مشکیزہ چھٹا زین پہ ٹھہرائے
گھوڑے کو وہیں روک کے لب پہ یہ سخن لائے
خیمے میں نہ اب جاؤں گا میں جلد اجل آئے
پیاسوں میں نہ جاؤں مجھے تقدیر نہ شرمائے
ان سب میں مری بات جو رہ جائے تو اچھا
پانی کی طرح خون جو بہ جائے تو اچھا

۹۵۰

میدان میں گھوڑے کو اڑا کر سے طرح آپ نے پھیرا
ہاں عشق سے چلنے لگے صمصام و تبر و تیر
ناگاہ بڑھا فوج سے اک دشمن شبیر
کفار میں تھا سب سے زبردست وہ بے پیر
ہنستا ہوا وہ بدعمل و بد گہر آیا
عباس علمدار کے نزدیک تر آیا

۹۵۱

بولا کہ جو دل میں ہے وہ زباں پر ابھی لاؤں
تھا دیر سے منظور کہ پاس آپ کے میں آؤں
زور اپنے کا کچھ تم کو ذرا اپنا دکھاؤں
مطلوب ہے یہ صاف اک ضرب لگاؤں
نامی ہے جو گردن کا تو بڑا نام ملے گا
سر آپ کا زخمی ہو تو انعام ملے گا

۹۵۲

فرمایا کہ اس وقت مرا دل تو نے دکھایا
بے رحم ستائے ہوئے کو اور ستایا
ہنگام وغا زور جوانی نہ دکھایا
افسوس ہے جب ہاتھ گیا اس وقت تو آیا
ہم سے جو شجاعت کو ہماری گلا رہ جائے
ہے ضرب لگائے تو تجھے حوصلا رہ جائے

www.emarsiya.com

۹۹۳

یہ سن کے تیغ لگا کر بڑھایا دستِ پا کے
سرکا دیئے پر آنکھوں سے جو پردے تھے جھکا کے
گرز اُس نے اٹھایا جو بڑھے پہ شقیں آ کے
آیا وہ قریب آئے گئے گھوڑے کو بڑھا کے
ضرب اُس نے لگائی سرِ جانِ شہِ دیں پر
ٹھہرا نہ گیا زین پہ آپ آئے زمیں پر

۹۹۴

دی شاہ کو آواز کہ جلد آیئے آقا
مشتاق ہوں صورت مجھے دکھلایئے آقا
تکلیف مرے واسطے فرمایئے آقا
اعدا ہیں بہت پاس ہٹا جایئے آقا
خادم کا بھی قاسم کی طرح حال نہ ہو جائے
آقا یہ غلام آپ کا پامال نہ ہو جائے

۹۹۵

اکبر کا کہا شہ نے صدا کس کی ہے بیٹا
سنتے ہی یہ جیسے درد جگر میں مرے اٹھا
کی عرض چچا جان گرے گھوڑے سے آقا
فرمایا کہیں کاٹ نہ لیں سر ستم آرا
حشر آ گیا دنیا میں قیامت ہوئی ہے ہے
مجھ سے مرے محبوب کی فرقت ہوئی ہے ہے

۹۹۶

کیونکر یہ جدائی کا قلق ہائے سہوں گا
دل کہتا ہے خوں ہو کے میں آنکھوں سے بہوں گا
پیچھے نہ ملیں گے تو میں زندہ نہ رہوں گا
جلدی ہی چلو کچھ حالِ دلِ زار کہوں گا
میدان میں کہاں ہے تنِ صد پاش بتاؤ
قربان پدر چل کے ذرا لاش بتا دو

www.emarsiya.com

۹۷

یہ کہہ کے جو دوڑے سوئے مقتل شہ صفدر
ہمراہ چلے تھام کے بازوئے علی اکبر
خم تھی کمر اور بہتے تھے اشک برابر
جب چار قدم چلتے تھے گر پڑتے تھے سرور
اٹھا بھی نہ جاتا تھا شہ عرش نشیں سے
اکبر جو اٹھاتے تھے تو اٹھتے تھے زمیں سے

۹۸

چلاتے تھے کس سمت ہو بھائی کدھر آؤں
کس دشت میں ہو تم میں کہاں ڈھونڈنے جاؤں
خود آکے لپٹ جاؤ تو کیوں ٹھوکریں کھاؤں
بیکس ہوں مددگار سے میں کس کو بلاؤں
ہاتھوں سے عنان صبر کی اب چھوٹ گئی ہے
ہے بند رہ چارہ کمر ٹوٹ گئی ہے

۹۹

اے فوج ستم میرا مددگار کدھر ہے
کیوں ظالموں وہ عاشق سرشار کدھر ہے
جب پیر پہ چلی ظلم کی تلوار کدھر ہے
یارو مرے لشکر کا علمدار کدھر ہے
بتلاؤ کہاں صاحب شمشیر کو مارا
کس دشت مصیبت میں مرے شیر کو مارا

۱۰۰

یہ کہتے ہوئے جاتے تھے شاہ تشنہ و دلگیر
عباس دلاور پہ ادھر چھا گئے بے پیر
بیچین جو تھا دل تو بہت حال تھا تغیر
گھبرا کے سر لاش پہ گر پڑتے تھے شبیر
بیتاب تھا دل رنج و تعب سہتے تھے اکبر
اے شاہ یہ لاش ان کی نہیں کہتے تھے اکبر

www.emarsiya.com

بند ۱۱

ناگاہ قریب آ کے شمر شریر و دغا
خوف پسر فاطمہ سے ہٹ گئے اعدا
اکبر نے کہا میں ہیں چچا دیکھئے بابا
شانوں سے جدا ہاتھ ہیں بے طور ہے نقشا
تڑپا جو دل زار ادھر حضرت شبیر
ہائے مرے بھائی کہا اور گرے شبیر

بند ۱۲

عباس علی اور سے لپٹ کر یہ پکارے
کچھ بات کرو بھائی میں قربان تمھارے
اے میرے جوان آ مری پیری کے سہارے
ہے ہے کئی ستم ایجادوں نے سر پہ ہیں مارے
پڑ گرد ہی تن خاک میں گیسو بھی اٹے ہیں
جن سے مجھے قوت تھی وہ ہی ہاتھ کٹے ہیں

بند ۱۳

پیارے مرے بھائی مجھے تسکین ذرا دو
للہ جو کچھ دل پہ گزرتی ہے بتا دو
کس طرح سے ہاتھ کٹے مجھے زخم دکھا دو
زندہ ہو کہ رحلت ہوئی آواز سنا دو
میں بھی ابھی دنیا سے گزر جاؤں گا بھائی
منھ سے جو نہ بولوگے تو مر جاؤں گا بھائی

بند ۱۴

یہ کہہ کے جو زانو پہ مطہر کے لیا سر
عباس نے زیں پہ جو تک کے دیکھا رخ سرور
زانو سے رکھا کھینچ کے سر خاک کے اوپر
پوچھا جو سبب سید ابرار نے رو کر
کی عرض کہ فرق اس میں سر مومنیں آقا
یہ فرق نجس قابل زانو نہیں آقا

www.emarsiya.com

[illegible]

اور دو سرے ہنگام وہ نزدیک تھے شاہ
حضرت کو گرا دیکھ زمین پر یہ شقی آہ
ہو جائیگا پر گرد و تن انعظمتہ و للہ
سب خاک میں بھر جائیگا فرق شہ ذیجاہ
یہ بکر و سر و جسم کو مٹی میں بھرون میں
کس طرح سے آقا کی لاش آئی نظرون میں

[illegible]

سن لیجے خادم کی ہے یہ ایک وصیت
جان آگئی ہے ہونٹوں پہ ہونیکو ہے رحلت
میدان سے ہین نہر سے اٹھانیکی ضرورت
خیمے میں نہ لیجائیے لاشے کو حضرت
گھبرائیگی پانی جو نہ وہ پائیگی آقا
شرم آئی سکینہ سے مجھے آئیگی آقا

[illegible]

یہ کہہ کے علمدار دلاور نے قضا کی
چلائے شہ دین مرے یاور نے قضا کی
غازی نے بہادر نے غضنفر نے قضا کی
ہے ہے مرے ذیجاہ برادر نے قضا کی
اکبر سے کہا مشک و علم لے چلو بیٹا
تا خیمہ نہ یون پہنچیں گے ہم لے چلو بیٹا

[illegible]

اکبر نے اٹھایا تو چلے شاہ دلاور
مڑ کر کہا اللہ نگہبان برادر
غم چھایا تھا یان زوجہ عباس کے دل پر
گودی میں سکینہ کو لیے پھرتی تھی مضطر
کہتی تھی خبر لینے کو جاتی نہیں فضہ
نعرون کی صدا دیر سے آتی نہیں فضہ

www.emarsiya.com

۱۰۹

فضہ گئی اور ڈیوڑھی پہ چلاتی ہوئی پھر آئی
چلا کے کہا خالق اکبر کی دوہائی
ہے ہے ہوئی عباس سے اور شہ کو جدائی
کس درد سے بھائی کیلئے روتا ہے بھائی
پیغام غم و درد و الم لاتے ہیں اکبر
عباس نہیں مشک و علم لاتے ہیں اکبر

۱۱۰

زینب کو صدا دی کہ مری بی بی ادھر آؤ
بیوہ ہوئی بھاوج اسے رنڈ سالہ پہناؤ
شاہ دوسرا آتے ہیں مسند تو بچھاؤ
ماتم کیلئے اہل حرم جلد بلاؤ
سب دختر سلطان مدینہ کو سنبھالیں
گھر میں علم آتا ہے سکینہ کو سنبھالیں

۱۱۱

یہ غل تھا کہ میدان سے شاہ شہدا آئے
پردے کے قریں بادشہ ہر دوسرا آئے
لے کر جو علم ثانی محبوب خدا آئے
چلائی سکینہ کہ چچا جان چچا آئے
پینے کی نہیں آپ اگر پائیں گی پانی
پیاسے علی اصغر کو پلا آئیں گی پانی

۱۱۲

زینب نے بڑھایا علم احمد مختار
تھی زوجہ مستقلے سکینہ بھی گرفتار
نزدیک بلایا تو چلی آئی وہ ناچار
بھاوج کو بنانے لگیں بھائی کی عزادار
تھا شور کہ عباس دلاور نے قضا کی
رنڈ سالہ پہنتی ہے بہو شیر خدا کی

۱۱۳

فارغ ہوئیں رنڈسالہ کے کپڑے جو پہنا کر
صف بچھی تھی جس جا اسے بٹھلا دیا لا کر
بولیں نہ اب اسے بیکس و ناچار جتا کر
ہاں ہو دل اُلٹ جائے گا چلا کے بکا کر
مانگ اور جڑی غضب ہو گیا گھر لٹ گیا بی بی
جب کالا کرتا سا کرتہ تھا وہ چھٹ گیا بی بی

۱۱۴

زینب نے کیا جب یہ کئی مرتبہ ارشاد
منھ کر کے سوئے نہر یہ چلائی وہ ناشاد
ماں کی مجھے پردیس میں تم کر گئے برباد
صاحب نہ مری فکر نہ اولاد کی ہے یاد
منھ پھیرا کہ گویا تمہیں جانتے تھے تم
بیگانے ہوئے یوں کہ نہ پہچانتے تھے تم

۱۱۵

آپ اہل وفا تھے مگر ہم سے نہ وفا کی
شکوہ نہیں کچھ اور مگر آپ کے ہیں شاکی
لیتے نہ گئے ساتھ یہ لونڈی پہ جفا کی
لوٹی گئی سرکار رسول دوسرا کی
امید حیات شہ ابرار نہیں ہے
اکبر بھی نہیں اب کوئی مددگار نہیں ہے

۱۱۶

یہ غل جو سنا اور سکینہ ہوئی حیران
یوں کہنے لگی تھام کے شبیر کا دامان
کس کی خبر آئی ہے یہ کیا ہوتا ہے سامان
ماتم ہے یہ کیوں بی بیاں کیوں کرتی ہیں افغان
غمگین ہیں حضور اور پھوپھی اشک فشاں ہیں
بتلایئے یا شاہ چچا جان کہاں ہیں

www.emarsiya.com

جدا ہیں خوف کے سب ہوشیار کون کرے
علی کا شیر ترائی میں اٹھ کے سو جائے
حسین کہتے تھے اے شیر ی تنہائی
اگر غش آئے مجھے ہوشیار کون کرے
گیا سکینہ کا سقہ بہشت کی جانب
تلاش میں پسر شیر خوار کون کرے
جہاں سے جب چھپے بھیتے کے اٹھ گئے اصغر
جلا حیات کا پھر اعتبار کون کرے
مرے مزار میں میں بوتراب آسے ہوں
زمین کا سب رہا انتظار کون کرے

سلام

قبول پیاس میں خنجر کی دھار کون کرے
سوا حسین کے جبر اختیار کون کرے
حسین کہتے تھے عباس میں نہ اکبر ہیں
جلا ہے درد دل بیقرار کون کرے
تباہ شہ کی ہے سرکار ہماری کام میں بند
جو مہتمم تھے گئے کاروبار کون کرے
حبیب صبح کو کہتے تھے جاتے ہیں مرنے
جلو کر آئینگا اب انتظار کون کرے

۱۱۴

خاموش ہیں شبیر اب نہ یہ احوال بیاں کر
مجلس میں تو وارث ہنگامہ محشر
کیا فکر ہے غم چھائے ہیں تو ہیں ممدر
ارے عرض علمدار سے اے شاہ کے یاور
مضطر ہوں بہت جلد خبر لیجئے میری
یا حضرت عباس مدد کیجئے میری

۱۱۵

یہ سن کے بہت روئے شہنشاہ خوش اطوار
گودی میں سکینہ کو لیا اور کیا پیار
ارشاد کیا کیا کہوں اے بیکس و ناچار
افسوس جدا ہو گئے اب تیرے علمدار
چھوڑا ہمیں کوثر کے کنارے گئے بھائی
میدان میں لاش ان کی ہو مارے گئے بھائی

www.emarsiya.com